FOUZIA HABEEB –URDU GHAZAL AUR BASHEER BADAR

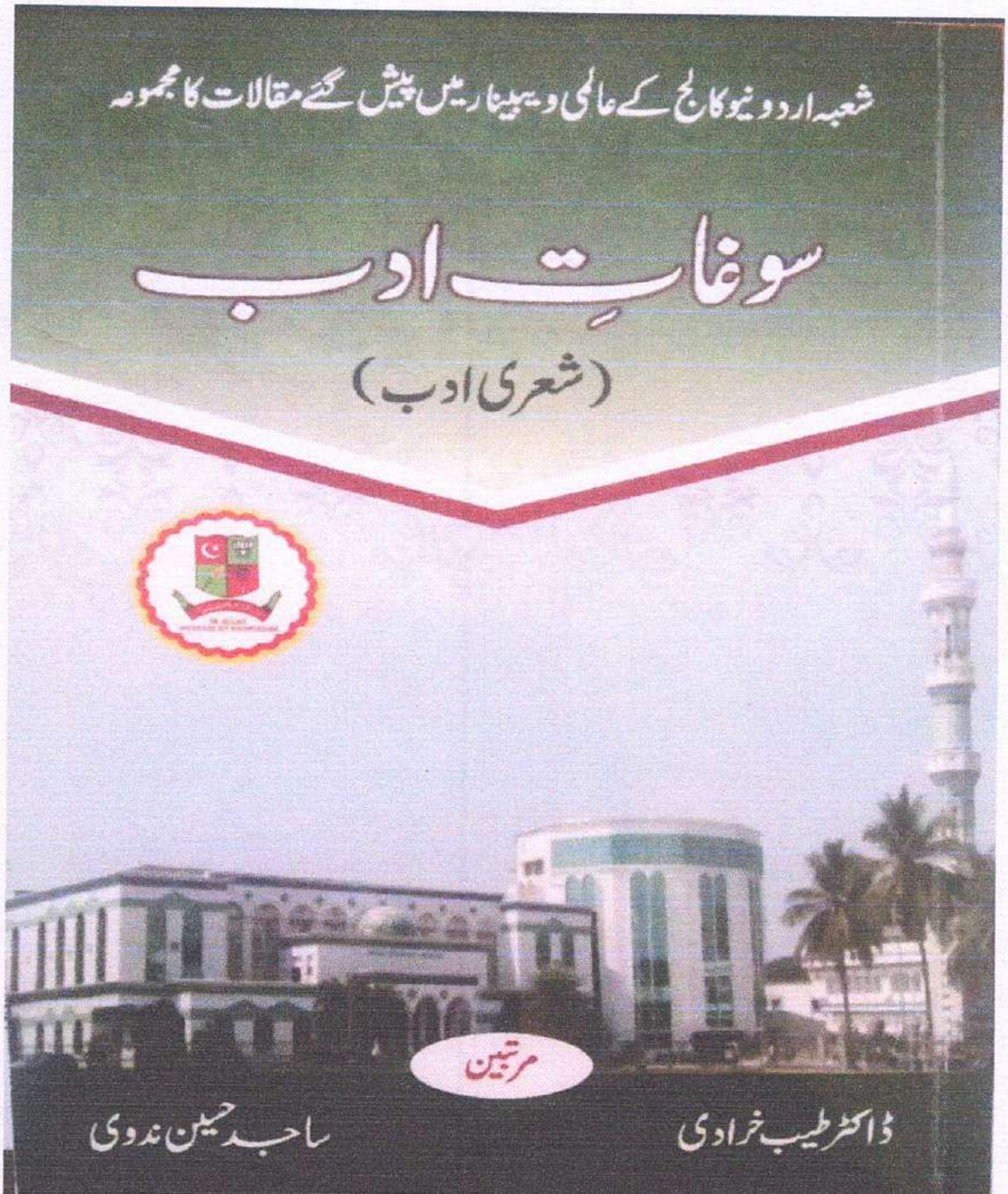

© جملہ حقوق بحق مرتبین محفوظ

SAUGHAT-E-ADAB

(Sheri Asnaf)

Compiled By

Dr. MOHD TAYYAB ALI
Assit. Professor, Department of Urdu,
The New College3 (Autonomous), Chennai-14

SAJID HUSSAIN
Assit. Professor, Department of Urdu,
The New College3 (Autonomous), Chennai-14

نام کتاب	:	سوغاتِ ادب (شعری ادب)
مرتبین	:	ڈاکٹر طیب خرادی / ساجد حسین ندوی
طباعت	:	جے ایم پروسس، چینئی ۔
سرورق	:	ساجد حسین ندوی
سن اشاعت	:	2022
زیر اہتمام	:	شعبہ اردو، نیو کالج، چینئی
آئی ایس بی این	:	بشکریہ ماہنامہ تعلیمی سفر لاتور، مہاراشٹرا، انڈیا
تعداد	:	500
قیمت	:	Rs. 400

ISBN No. : 978-81-954282-3-6

ملنے کا پتہ

شعبۂ اردو، نیو کالج (خودمختار) چینئی

Dept. of Urdu, The New College, Chennai - 14

E-mail : thenewcollegeurdudpt@gmail.com

ISBN No. : 978-81-954282-3-6

FOUZIA HABEEB –URDU GHAZAL AUR BASHEER BADAR

رثیے کا فن اور خلاصہ ۔ن ۔رن		
دو غزل اور بشیر بدر	فوزیہ حبیب	167
وبہ تمل ننوی غزلیہ شاعری میں پروین فاطمہ کا حصہ	یم ۔تزئین جمال	173
دیل کھنڈ میں اردو غزل	امتیاز احمد	178
فخر الایمان کی نظموں میں رومانی عناصر	نہاں انصاری	184
یوب میں عربی شاعری کے منثورہ منظوم تراجم کی روایت	محمد ریاض	192
نشاط کشتواڑی کی نظم نگاری مجموعہ "تصور خیال کے آئینے میں"	محمد عباس گنائی	200
لبست کے کلام میں قومی یکجہتی اور حب الوطنی	اعجاز احمد لون	206
یض کی شاعری میں واردات عشق	سمیع اللہ الائی	210
بال کا تصور مرد مومن نظم "مسجد قرطبہ" کے حوالے سے	شبیر احمد راتھر	214
نوبی کشمیر میں اردو شاعری کا تنقیدی جائزہ	نصیر احمد ڈار	217
ملیشیا میں اردو غزل ۔١٩٦٠ کے بعد	ایم ۔ریحانہ پروین	223
حسن جلگانوی کی شاعری میں تلمیحات	شاہ جہاں بیگم گوہر کرنولی	228
یدار دو غزل میں مرد محبوب کا تصور (شاعرات کے حوالے سے)	سجاد رشید	235
اکٹر شیب رضوی اور رثائی شاعری	طارق احمد بٹ	245
غزل ایک صنف اور پرواز تخیل	نسیم ساجدہ	250
ردو غزل میں صغری عالم کا کردار	محمدی بیگم	257
ردو میں نظم نگاری : ایک جائزہ	اسماء بنت رحمت اللہ	264
یر کرنولی کی غزل گوئی ۔ایک سرسری جائزہ	محبہ وشموری	273

اردو غزل اور بشیر بدر

فوزیہ حبیب
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو
اسلامیہ ویمنس آرٹس اینڈ سائنس کالج، وانمباڑی

اردو ادب کے افق پر ستارے کے مانند چمکنے والے بشیر بدر کا اصل نام سید محمد بشیر ہے ان کی پیدائش ۱۵ فروری ۱۹۳۵ میں اتر پردیش کے شہر ایودھیا میں ہوئی انھوں نے اعلیٰ تعلیم علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں حاصل کی۔ اپنی تعلیم اور ملازمت کے دوران علی گڑھ مسلم یونیورسٹی میں مقیم رہے بعد میں میرٹھ میں رہائش اختیار کی اور پھر دہلی چلے آئے۔ دہلی میں گھر ایک حادثہ کا شکار ہونے کی وجہ سے شہر بھوپال میں منتقل ہو گئے۔ بشیر بدر نے کئی غزلیں لکھیں اور وہ اردو اکیڈمی کے چیئرمین بھی رہ چکے ہیں بشیر بدر کو ان کی ادبی خدمات کی وجہ سے کئی اعزازات سے نوازا گیا حکومت ہند نے انھیں پدماشری سے نوازا سنگیت ناٹک ایوارڈ کے علاوہ ۱۹۹۰ میں اپنے مجموعہ کلام ''آس'' کے لئے ساہتیہ اردو اکیڈمی ایوارڈ سے بھی سرفراز کیا گیا۔

ڈاکٹر بشیر بدر کی تصانیف میں آس، آزادی کے بعد کی غزل پر تنقید، بشیر بدر کی غزلیں، اکائی، امیج اور نئی آواز بے پناہ مقبول ہیں

بشیر بدر جہاں ایک استقامت آشنا صاحب اسلوب تخلیق کار ہیں وہیں بحیثیتِ شاعر ادبی وشعری دنیا میں ان کا اعتبار، وقار اور افتخار قائم ہو چکا ہے بشیر بدر ان معنوں میں خوش قسمت ہیں کہ انھیں شروع سے ہی اہم ادبی شخصیات کا ساتھ ملا اور اس عہد کے تمام بڑے ادبی رسائل میں اپنا کلام شائع کرانے کے مواقع ملے۔ یہی وجہ ہے کہ نوجوانی میں ہی ان کی شاعرانہ حیثیت اتنی مستحکم ہو چکی تھی کہ شعروادب کی مقتدر شخصیات کے درمیان بھی ان کے اشعار موضوع گفتگو رہتے ان کی غزل علی گڑھ یونیورسٹی کے ایم اے کے نصاب میں اس وقت بھی داخل تھی جب وہ خود علی گڑھ گریجویشن کرنے پہنچے۔ موصوف کی غزلیں اپنے طلسم سخن سے اپنے جدید رویے سے اور اپنے سادہ اسلوب و اظہار سے قارئین کو مسحور و مبہوت کر لیتی ہیں۔

یہ پھول مجھے کوئی وراثت میں ملے نہیں
تم نے میرا کانٹوں بھرا بستر نہیں دیکھا
پتھر مجھے کہتا ہے مرا چاہنے والا
میں موم ہوں اس نے مجھے چھو کر نہیں دیکھا

بشیر بدر نے اردو غزل کو نئی جہت دی بشیر بدر کی شاعری ایک ایسا حسین گلدستہ ہے جس میں مختلف قسم کے پھولوں کو قرینے سے سجایا گیا ہے۔بشیر بدر کلاسیکی شاعری سے بہت زیادہ متاثر نظر آتے ہیں اسی لئے انھوں نے دوسرے مضامین کے مقابلے میں حسن و عشق کو زیادہ ترجیح دی ایک طرف انھوں نے کلاسیکل شاعری کو اپنایا تو دوسری جانب نئے خیالات، نئے تصورات اور نئی حسیات کو بھی اپنی غزل میں جگہ دی چند اشعار ملاحظہ ہوں

اگر تلاش کروں کوئی مل ہی جائے گا
مگر تمہاری طرح کون مجھ کو چاہے گا

یونہی بے سبب نہ پھرا کرو کوئی شام گھر بھی رہا کرو
وہ غزل کی سچی کتاب ہے اسے چپکے چپکے پڑھا کرو

کوئی ہاتھ بھی نہ ملائے گا جو گلے ملو گے تپاک سے
یہ نئے مزاج کا شہر ہے ذرا فاصلے سے ملا کرو

بشیر بدر کی شاعری میں زبان کا خوبصورت اور رچا ہوا استعمال قاری کی توجہ اپنی طرف مبذول کرتا ہے انھوں نے اپنی شاعری کو منفرد بنانے کے لئے سہل پسندی کو اظہار کا وسیلہ بنایا۔بشیر بدر نے اپنی شاعری میں اخلاقی اقدار کی تنزلی، سیاسی و سماجی حالات پر تبصرہ، عاشق و معشوق کے بدلتے ہوئے کردار اور مختلف تجربوں کو ایسی سادگی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ پڑھنے والے حیران رہ جاتے ہیں

پتھر کے جگر والو غم میں وہ روانی ہے
سر جھکاؤ گے تو پتھر دیوتا ہو جائیگا
خود راہ بنالے گا بہتا ہوا پانی ہے
اتنا مت چاہو اسے وہ بے وفا ہو جائیگا

بشیر بدر کو جو بات دوسرے شاعروں سے مختلف و منفرد بناتی ہے وہ ان کی زبان اور اس کو بیان

ISBN No. : 978-81-954282-3-6

بشیر بدر نے تقریباً ساٹھ برس مشاعروں کے ذریعے پوری دنیا میں حکمرانی کی ان کا پڑھنے اور داد وصول کرنے کا انداز ہی منفرد تھا وہ ہر شعر کو کئی بار پڑھتے اور ایک غزل پڑھنے میں پندرہ سے بیس منٹ لگ جاتے یوں کسی بھی مشاعرے میں ان کے پڑھنے کا دورانیہ ایک گھنٹے سے کم نہ ہوتا یوٹیوب سے لیکر فیس بک تک ان کے خوبصورت کلام سے بھرا پڑا ہے۔

وہ بڑا رحیم و کریم ہے مجھے یہ صفت بھی عطا کرے
تجھے بھولنے کی دعا کروں تو مری دعا میں اثر نہ ہو

بشیر بدر شہرہ آفاق شخصیت کے حامل ہیں ان کی شاعری اردو اور ہندی دونوں حلقوں میں یکساں طور پر مقبول ہے ان کی شاعری میں وہ تاثیر موجود ہے جو عوام اور خواص دونوں کو اپنی گرفت میں لیتی ہے بشیر بدر نے عام بول چال کی زبان کو شعر کے قالب میں ڈھالا ہے انھوں نے اردو غزل کی لفظیات میں قابل قدر اضافہ کیا ہے نئے الفاظ کے مزاج کو پہچاننا اور غزل کے شعری پیکر میں ڈھالنا ان کی شاعرانہ قوت اور فن کاری کی دلیل ہے ان کے لہجہ میں دردمندی کے ساتھ دبی دبی تلخی بھی موجود ہے ان کے کلام میں نئی نئی تراکیب اور حسن تلازمے ہیں جن سے شعریت میں اضافہ ہوتا ہے

یہی انداز ہے میرا سمندر فتح کرنے کا
مری کاغذ کی کشتی میں کئی جگنو بھی ہوتے ہیں

ذرا دیکھ چاند کی پتیوں نے بکھر بکھر کے تمام شب
ترا نام لکھا ہے ریت پر کوئی لہر آ کے مٹا نہ دے

بشیر بدر نے شروع شروع میں اپنی غزلوں میں جو انداز اختیار کیا وہ بڑی حد تک نیا اور تازہ تھا چونکہ اس میں رومانیت کی لے بھی شامل تھی اور جا بجا اس کی تیزی بھی نمایاں ہوتی رہی اس لئے اس کا سحر بہت دیر تک لوگوں کو اپنی گرفت میں نہیں لے سکا۔ بشیر بدر کی غزلوں کے عام لہجے پر جو کیفیت سب سے نمایاں نظر آتی ہے اسے غم کی زیریں لہریں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے اس کیفیت میں جگہ جگہ ایسے نقوش بھی نظر آتے ہیں جنھیں عشق کی داخلی تجربے کی تجسیم کہنا مناسب ہوگا انھوں نے جدید فکر کے ساتھ جدید طرز اظہار کو بھی شعوری طور پر اختیار کرنے کی کوشش کی اور اس میں وہ ایک حد تک کامیاب بھی نظر آتے ہیں۔ چند اشعار ملاحظہ ہوں

نہیں ہے میرے مقدر میں روشنی نہ سہی
یہ کھڑکی کھولو ذرا صبح کی ہوا ہی لگے

ISBN No. : 978-81-954282-3-6

کرنے کا ڈھنگ ہے بقول جمیل جالبی

''بشیر بدر کی آواز میں ایک نیا پن ہے ان کے ہاں نغمگی بھی ہے اور عہدِ حاضر کی آواز بھی۔ان کے لہجے میں دل کو موہ لینے والی ایک ایسی جاذبیت ہے کہ یہ مجموعہ جدید اردو غزل میں قابل ذکر اہمیت کا حامل ہو جاتا ہے (اکائی پر تبصرہ رنیا دور کراچی ص:۳۱۳۔۳۱۴)

بشیر بدر کی شاعری ان تمام حالات کو اپنے اندر سمو لیتی ہے جن سے ہمارا سامنا روزمرہ زندگی میں ہوتا ہے وہ ایک حساس شاعر ہیں انھوں نے اپنی شاعری میں عصری حسیت اور حالاتِ حاضرہ کو موضوع بنایا ہے

اس شہر میں کئی سال سے میرے کچھ قریبی عزیز ہیں
انھیں میری کچھ خبر نہیں مجھے ان کا کچھ پتہ نہیں

مخمور سعیدی لکھتے ہیں

''بشیر بدر کی غزلیں آج کی ذہنی زندگی اور تہذیبی فضا کی جیتی جاگتی اور متحرک تصویریں پیش کرتی ہیں ایسے ہلکے پھلکے لفظوں میں جو شکوہ سے دور لیکن سادگی سے بہرہ ور ہیں غزلیں تازہ ہوا کے ایک نرم جھونکے کی طرح ذہن کو چھوتی ہوئی دل میں اتر جاتی ہے اور ان غزلوں کا آہنگ کسی آہستہ خرام میدانی ندی کی ترنم ریزی سے ملتا جلتا ہے جو پُر شور انداز میں کسی ایک ہی سمت بہنے کے بجائے اِدھر اُدھر لہراتی بل کھاتی آگے بڑھتی ہے (تحریک،اکتوبر ۱۹۷۰)

بشیر بدر کی شاعری کا کمال یہ ہے کہ انھوں نے اپنے جذبات کے اظہار کے لئے اندازِ بیان ایسا اختیار کیا ہے کہ پڑھنے اور سننے والے کے دل پر براہِ راست اثر ہوتا ہے ان کی شاعری میں ہر رنگ دیکھنے کو ملتا ہے زبان و بیان کی پختگی کا انداز ہر جگہ نمایاں نظر آتا ہے ان کی شاعری کا اصل حسن ان کے اظہار و بیان میں پوشیدہ ہے ان کی شاعری خوبصورت خیال اور خوبصورت زبان کی شاعری ہے جو غم جاناں سے لیکر غم دوراں تک کا بہترین سفر ہے بشیر بدر کی انفرادیت یہی ہے کہ وہ ایک معمولی سے تجربے کو بھی شدت کے ساتھ بیان کرنے کا فن جانتے ہیں ان کی شاعری کے موضوعات نئے نہیں بلکہ ان کو بیان کرنے کا ڈھنگ انوکھا ہے

ہم بھی دریا ہیں ہمیں اپنا ہنر معلوم ہے
جس طرف بھی چل پڑیں گے راستہ ہو جائیگا

بشیر بدر کی شاعری عہدِ حاضر کے اس انسان کا کرب ہے جو زندگی کی مشینی اقدار سے اکتا کر اس کے خلاف بغاوت کا متقاضی ہے عصرِ حاضر کی بے یقینی،عدم اعتمادی، نا آسودگی اور محرومی ان کے یہاں

ISBN No : 978-81-954282-3-6

پائی جاتی ہے ان کی شعری فکر میں انسانیت کی اعلیٰ قدروں اور تہذیبی اقدار کی شکست و ریخت کا اظہار اور ملال بھی پایا جاتا ہے۔

لوگ ٹوٹ جاتے ہیں ایک گھر بنانے میں
تم ترس نہیں کھاتے بستیاں جلانے میں

وہاب اشرفی لکھتے ہیں

"بدر کے پاس دردمند اور حساس دل ہے اور ان کے پاس ایک سوچنے والا دماغ بھی ہے یہ اپنے عصری میلانات سے آگاہ ہیں روایت کے خزانے پر ان کی نظر ہے پھر شعر میں حسن پیدا کرنے کے لئے جس فنی اسرار اور رموز سے واقفیت کی ضرورت ہوتی ہے اس سے واقف ہیں"

اجالے اپنی یادوں کے ہمارے ساتھ رہنے دو
نہ جانے کس گلی میں زندگی کی شام ہوجائے

بشیر بدر کے اس خوبصورت شعر نے مقبولیت اور پسندیدگی کا ایک عالمی ریکارڈ قائم کیا ہے دنیا کے گوشے گوشے تک اس اندازِ سخن اور لب ولہجہ کی گونج پہنچی ہے

مہک رہی ہے زمین چاندنی کے پھولوں سے
خدا کسی کی محبت پہ مسکرایا ہے

بشیر بدر نے غزل کی آبرو اور فن کی برگزیدگی کا ہمیشہ پاس و لحاظ رکھا ہے اسی سلسلے میں انہوں نے سخن شناسی کی ذمہ داریاں بھی نبھاتے ہوئے جدتوں اور ندرتوں کو اپنی شاعری کے در و بام پر سجایا ہے ساتھ ہی انہوں نے غزل کی فرسودہ روایات کو خیر باد کہتے ہوئے اس کے سینے میں نئی دھڑکنیں بھر دینے کی جسارت بھی کی ہے جو بظاہر غیر مانوس سی روش لگتی ہے مگر فن کے ارتقاء کے لئے شاید اسی طرح کے تجربے بھی ناگزیر ہیں بقول خلیل الرحمن اعظمی

"بشیر بدر کی غزل اپنی لفظیات اور منظر نامہ کے اعتبار سے ایک نرالی شان رکھتی ہے انہوں نے جو راستہ منتخب کیا ہے وہ امکانات اور خطرات دونوں سے پُر ہے جب الفاظ ان کے تجربہ سے کلی طور پر ہم آہنگ ہوتے ہیں ان کا شعر کھرے سونے کی طرح چمکتا ہے"

بشیر بدر رنگ اور خوشبو کے شاعر ہیں بشیر بدر کی شاعری زندگی سے محبت کرنے کا سلیقہ سکھاتی ہے اور دلوں میں جوش و ولولہ پیدا کرتی ہے وہ اپنی شاعری کے ذریعے زندگی کے اسرار و رموز کی گتھیاں سلجھاتے ہوئے نظر آتے ہیں انہوں نے اپنی غزلوں میں جو پیکر تراشی کی ہے اس میں ایک کیفیت و

ISBN No. : 978-81-954282-3-6

حلاوت محسوس ہوتی ہے اور پڑھنے والا خود کو اسی فضا میں محسوس کرتا ہے جو فضا الفاظ کے ذریعے شعر میں منتقل ہوئی۔

انہیں راستوں نے جن پر کبھی تم تھے ساتھ میرے
مجھے روک روک پوچھا تیرا ہم سفر کہاں ہے
میرے ساتھ تم بھی دعا کرو کسی کے حق میں برا نہ ہو
کہیں اور ہو نہ یہ حادثہ کوئی راستے میں جدا نہ ہو

الغرض ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ بشیر بدر نے جدید غزل کو جو سرمایہ دیا ہے وہ بہت قیمتی ہے انہوں نے بے [illegible] بولی جانے والی زبان کو دوام بخشا اور غزل کو پسندیدہ اور زندگی کی زبان بنادیا۔

بقول ندا فاضلی:

"بشیر بدر کی آواز دور سے پہچانی جاتی ہے یہ بہت بڑی بات ہے۔"

□□□